نحمدہ لآلائہ ونصلی

یہ رسالہ ہدایت قبالہ دربارہ جواز بنائے قبہائے مزارات
طیبات اولیاء عظام و علمائے اعلام و صلحائے کرام جس میں
نہ صرف ثبوت جواز ہے بلکہ بتصریح علما اثبات استحباب ہے
اور بانی کے لئے بفضلہ تعالٰی اجر و ثواب مسمی بنام تاریخی

اسواط العذاب علی قوامع القباب

مصنفہ ۱۳۰ھ

فاضل اجل عالم اکمل جامع الفضائل البہیہ قامع الرذائل الدنیہ
ذی الفواضل العلیہ حامی السنن اوستاذ العلما حضرت مولینا مولوی
حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب قادری دام بالفیض الجلی

باہتمام [illegible] در مطبع [illegible] نعیمیہ [illegible] مرادآباد میں چھاپا گیا

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت پر یا بذریعہ ویلو پل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم بترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ - کاغذ معمولی ہدیہ دو روپیہ ۱۲/

انوار ساطعہ در مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس مبسوط کتاب ہے - مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے مدلل جواب دیئے ہیں - قیمت عہ

سیف الجبار تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۹

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی **محمد نعیم الدین** صاحب مدظلہ - اس کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی - اور ان کے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست اور مدلل جواب جدا جدا بیان فرمائے ہیں - دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ اب چھپ رہی ہے - قیمت عہ

جواہر البیان حضرت امام عالیمقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت امام ابن حجر قدس سرہ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے - قابل دید کتاب ہے قیمت ۸

عرفان شریعت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے ۱۲ نفیس فتاوی کا مجموعہ قیمت ۳

الکوکب الشہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کال اور اوسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیحضرت قدس سرہ قیمت ۴

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد و اباطیل مع حوالہ صفحات قیمت - بہت کارآمد چیز ہے -

فتاوے بر عقائد وہابیہ رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱

اسواط العذاب علی قوامع القباب قبو کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۱

تازہ فتوائے حرم مکہ و مدینہ مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے کو تسلی بخش بتایا اس پر علمائے حرمین طیبین کا فتوے قیمت ۱

تمہید الایمان بآیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی اسکے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے تصنیف لطیف صاحب حجۃ قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ قیمت ۱

عمر نعیمی مدیر السواد الاعظم مراد آباد چوکی حسن خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مقابر و مقامات و مساجد کا ڈھا دینا وہابیہ کے نزدیک قابل الزام نہیں

ابن سعود نے سرزمین حرم میں جو مظالم کئے ہیں اونھوں نے مسلمانان عالم کو تڑپا دیا ہے لیکن تعجب ہے کہ اوس کے حامی باوصف دعوے علم و فضل اوس کے ذلیل ترین حرکات پر پردے ڈالنے بلکہ اوس کے خبیث افعال کو جائز ٹھہرانے کے لئے ہر قسم کی طاقتیں صرف کر رہے ہیں۔ اخباروں میں فتووں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ مولوی محمد رفیع مولوی کفایت اللہ۔ مولوی عبد الحلیم۔ مولوی ولایت احمد۔ مولوی عبد الحی۔ کے فتوے چھاپے گئے ہیں۔ اون میں یہ زور دیا گیا ہے کہ مزارات پر قبے بنانا شرعاً ناجائز اور قابل انہدام ہے۔ بلکہ بعضوں نے اوس کا ڈھانا واجب کہا ہے۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ ابن سعود نے جو اکابر صحابہ کے مزارات کے ساتھ گستاخیاں کی ہیں اون سب کو جائز قرار دیا جائے۔ لیکن اون کی اس جانکاہی سے بھی مدعا حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ابن سعود نے قبروں اور مزاروں کے قبے ہی ڈھانے پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ اوس نے مسجدیں بھی شہید کی ہیں۔ بے گناہوں کو قتل بھی کیا ہے۔ مسجدوں اور مزاروں کے مقام پر پاخانے بھی بنوائی ہیں۔ امکنہ متبرکہ کو گدھوں کی

لیدوں سے بھی بھر دیا ہے۔ قبروں پر پیٹرول ڈال کر آگ بھی لگائی ہے مسجدوں کی
کڑیاں بازاروں میں بکوائی ہیں۔ اگر ابن سعود کو یہی کرنا منظور رہی تو ان تمام افعال
کو بھی جائز کہئے۔ اسکے فتوے ترتیب دیدئے جاتے ہیں۔ اور اخباروں کے صفحات
کے صرات اون سے لبریز ہوتے ہیں۔ لیکن کہیں یہ فتوے نہیں لکھا جاتا کہ مسجدوں کے ڈھانے
والے کا کیا حکم ہے۔ اوس کو سلطان غازی کہنا اوس کی فتح و نصرت کے لئے دعا کرنا
کیسا ہے۔ باوجود نجدی کے ان افعال کے اور باوجود اس کے کہ مسلمان اوس سے
مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ طائف و مکہ مکرمہ میں لوگوں نے بے روک ٹوک اوس کو
داخل ہونے دیا۔ اسپر لوٹ مار قتل غارت خونریزی بے حرمتی کے جو واقعات اوس سے
ظہور میں آئے یہ وہابی علماء اون سے چشم پوشی کر لیتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ اوس کے تمام
افعال کے حامی ہیں۔ حتی کہ اوس کی اور اوس کے لشکر کی نصرت کی دعائیں کی جاتی ہیں ظاہر ہے
کہ یہ لشکر کفار کے مقابلہ میں کبھی نہیں آئے۔ اون کے ظلم کی تلوار مسلمان علماء سادات
باشندگان بیت الحرام کی گردنوں پر چلتی رہی ہے۔ اور اوس کے لشکر انہیں پر ظلم و ستم توڑتے
رہے ہیں۔ پھر اوس کی نصرت و تائید کی دعا یہ دیتی ہے کہ یہ قتل و غارت مفتی صاحب کے
نزدیک عین اسلام کے مطابق ہوا۔ اور ہندوستان کے وہابی مفتی بھی نجدی کی طرح تمام
مسلمانان عالم کو کافر مشرک واجب القتل مباح الدم جانتے ہیں۔ حتی کہ اوس دعا میں یہ
کلمات بھی ہیں واضرب بسیفہ رقاب الطائفۃ الباغیۃ المکفرۃ الظلمۃ یعنی یارب باغی
کافر ظالم گروہ کی گردنیں اوس کی تلوار سے مٹا دے۔ تو اب چونکہ مکہ مکرمہ اور طائف میں لوگ ناحق
مارے گئے یا مارے جا رہے ہیں یا مدینہ طیبہ کے حملے میں مارے جائیں یہ تمام لیڈر مسٹر محمد علی
صاحب کے جامع ملیہ کے مفتی صاحب کے نزدیک کافر فاجر ظالم ہیں۔ یہ عجب ظلم ہے کہ کسی پر
چڑھ کر نہیں گئے۔ اپنی جانوں کی حفاظت تک نہ کر سکے۔ مگر پھر بھی کافر فاجر باغی ظالم ہوئے ؎
عجیب واقعہ ست و غریب حادثہ ایست ؎ انا اصطبرت قتیلاً و قاتلی شاکی

جمعیۃ العلما کے مفتی مولوی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ اونچی اونچی قبریں بنانا۔ قبریں پختہ بنانا۔ قبروں پر گنبد اور قبے اور عمارتیں بنانا۔ غلاف ڈالنا۔ چادریں چڑھانا۔ نذریں ماننا۔ طواف کرنا۔ سجدہ کرنا یہ تمام امور منکرات شرعیہ میں داخل ہیں۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ نے ان امور سے صراحۃً منع فرمایا ہے۔ احادیث صحیحہ میں اس قسم کے امور کی ممانعت وارد ہے جو شرک یا مفضی الی الشرک ہیں۔

ان مفتی صاحب نے مذکورہ بالا تمام امور کو شرک یا مفضی الی الشرک بتا کر تمام امت اسلامیہ کو جنمیں رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب بھی ہیں شرک کا نشانہ بنا دیا اور اوس شرک کے احاطہ سے کسی قرن کے مسلمان باہر نہیں جا سکتے۔ ان مفتی صاحب نے یہ بھی تصریح کر دی کہ ابن سعود کے عقائد و اعمال میں کوئی بات نہیں ہے جو اون کو قابل الزام قرار دے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جمعیۃ العلماء کے یہ مفتی صاحب نجدی عقائد ہونے کے ساتھ ساتھ اوس کے کسی فعل کو قابل الزام بھی نہیں جانتے اب جسقدر بھی مظالم اور مساجد و مقابر کی توہین اور عورتوں کی بیحرمتی اور بوڑھوں اور بچوں کا قتل وغیرہ جتنے افعال شنیعہ نجدی نے کئے ہیں ان میں سے کوئی ان مفتی صاحب کے نزدیک قابل الزام نہیں۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ ابن سعود اور اوس کے ہوا خواہ یہ وعدہ کس طرح کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں کوئی خلاف شرع امور آثار دینے والا کام نہ کیا جائے گا۔ اور ہندوستان کے وہابی اور نجدی کے ہندی قافلہ سالار لیڈران مسلمانوں کو یہ کس طرح بتاتے ہیں کہ اب وہ آیندہ کسی مزار کی توہین نہ کرے گا اور اوس سے کوئی ظلم وقوع میں نہ آئے گا۔ جب اوس کا ظلم اور توہین قابل الزام بھی نہو تو اوس کا یہ وعدہ کہ وہ کوئی کام خلاف شرع نہ کریگا۔ اور مدینہ طیبہ کا احترام رکھیگا یہ مزارات متبرکہ اور مشاہد مقدسہ اور مساجد کے حفظ احترام کے معنی میں کس طرح دکھایا اور مسلمانوں کو اوس کی طرف سے مطمئن کرنا یہی معنی رکھتا ہے کہ آج اونہیں مغالطہ میں ڈالا جائے۔

اور کل اوس کے شدید توہین مظالم پر وہ اعتراض کریں تو اونھیں بے وقوف بنایا جاوے
کہ یہ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اوس شخص کا کوئی فعل قابل الزام نہیں ہے جو کچھ وہ کر چکا اوس کے
سوا کوئی اور کام اوس نے کیا ہو تو اعتراض کرو ان میں سے تو کوئی بات قابل گرفت
نہیں ہے۔ اس پر نظر کرتے ہوئے ان فتووں کے جواب کی طرف التفات کرنا میں کچھ
ضروری نہ سمجھتا تھا کیونکہ جو لوگ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہوں اور جن کے
مذہب میں مسجدیں ڈھانا تک جائز نا قابل الزام ہو اوس گروہ کا فتوے مسلمانوں کی نظر
میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔ علاوہ بریں وہ تعصب کے رنگ میں اس قدر ڈوب کر لکھا
گیا ہے کہ عاقل شخص ادنی تحریر پر نظر ڈال کر اوس سے متنفر ہو سکتا ہے۔ یہ بھی عرض
کر دینا ضروری ہے کہ نجدی کے افعال کے بعض نجدی کے کمزور حامی یہ قابل مضحکہ
توجیہ کر دیا کرتے ہیں کہ یہ مظالم اوس کے لشکر نے کئے ہیں اون سادہ لوحوں کے خیال میں
کسی بادشاہ کی طرف وہی فعل منسوب ہو سکتے ہیں جو وہ اپنے ہاتھ سے کرے۔ قلعہ بنانا۔ ملک
فتح کرنا۔ مارنا قتل کرنا۔ کون بادشاہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے یہ سب کام اون کے خدام
لشکری ہی انجام دیتے ہیں۔ مگر یہ عجیب قسم کی محبت ہے کہ ابن سعود کے برے افعال
خادموں کی طرف منسوب کر دئے جائیں۔ گو اوس کے زبردست حامی جیسے یہ علماء وہابیہ
ہیں وہ اس توجیہ کو ضروری نہیں سمجھتے بلکہ جرات کے ساتھ کہتے ہیں کہ اوس کے افعال
قابل الزام نہیں ان بزرگواروں سے میری یہ استدعا ہے کہ جہاں اونھوں نے قبوں کی
حرمت اور اون کے قابل انہدام ہونے پر فتوے دے کر ان الزاموں سے نجدی
کو بری کرنا چاہا ہے وہاں وہ خونریزی اور ہدم مساجد کی اباحت بلکہ وجوب پر اپنا
زور قلم صرف کر کے نجدی کی پوری پوری اعانت کریں اور جرأت کے ساتھ اپنی عقیدے
اور مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ چونکہ میرے محترم کرمفرما نے ان فتووں
کے جواب لکھنے کے لئے مجھے ایما فرمایا ہے اس لئے میں ان تمام فتووں کو زیر نظر رکھکر

ف: [illegible]

ف: [illegible] ہدم مساجد [illegible] اپنا زور قلم صرف کریں۔

مسئلہ کی اصلی صورت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حق بونے حق لکھنے کی توفیق دے اور تعصب اور طرفداری اور سخن پروری کے آفات سے بچائے آمین حسبنا اللہ ہو نعم المولیٰ و نعم المعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین و علیٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین۔ مذکورہ بالا اصحاب کے تمام فتوے میرے زیر نظر ہیں اونھوں نے اپنے مدعا کی تائید میں جسقدر عبارات پیش کی ہیں اون سب کا دارومدار چند احادیث پر ہے۔ میں اونہیں پہلے ذکر کروں اور اوس کے بعد اون کے معانی سے بحث کروں کہ بعون اللہ حق واضح ہو جائے۔

حدیث	ترجمہ
(۱) لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد بخاری مسلم	اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی جنھوں نے انبیا کی قبروں کو مسجد بنایا۔
(۲) عن ابن عباس لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج۔ ابوداود ترمذی و نسائی	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں اور اون پر مسجدیں بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔
(۳) عن ابی الھیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ مسلم	ابو الہیاج اسدی سے روایت ہو کہ مجھسے علی مرتضیٰ نے فرمایا کیا میں تجھے اوس کام پر نہ بھیجوں جسپر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تو کسی تصویر کو بے مٹائے نہ چھوڑے اور نہ کسی قبر بلند کو بے برابر کیے۔

(۴) عن جندب قال سمعت النبی صلی
الله تعالی علیه وسلم یقول الا وان من
کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائهم
وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور
مساجد انی انهاکم عن ذلک ۔ مسلم

(۵) عن عائشة ان ام حبیبة وام سلمة
ذکرتا کنیسة رائتها بالحبشة فیها تصاویر
فذکرتا ذلک للنبی صلی الله تعالی علیه
وسلم فقال ان اولئک اذا کان فیهم
الرجل الصالح فمات بنوا علی قبره
مسجدا وصوروا فیه تلک الصور
اولئک شرار الخلق عند الله یوم القیمة

فتح الباری ص۲۶ پ ۴

(۶) اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد
اشتد غضب الله علی قوم اتخذوا قبور
انبیائهم مساجد ۔

رواه مالک مرسلا ۔ مشکوۃ ص۲

(۷) نهی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم
ان یجصص القبور وان یکتب علیها
وان توطا ترمذی ۔ مشکوۃ ص۱۴۹

۴ جندب سے مروی ہے کہا میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے خبردار جو لوگ تم سے
پہلے تھے وہ اپنے انبیا و صالحین کی قبروں کو
مسجد بناتے تھے ۔ خبردار تم قبروں کو مسجد
نہ بنانا میں تم کو اس سے منع فرماتا ہوں ۔

۵ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی
ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہن
نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو اونھوں نے
حبشہ میں دیکھا تھا اوس میں تصویریں ہیں تو
حضور سے یہ ذکر کیا ۔ حضور نے فرمایا اون
لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب اون میں کوئی
مرد صالح انتقال فرماتا اوسکی قبر پر مسجد تعمیر
کرتے اور اوسمیں تصویریں بناتے وہ اللہ
کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں

۶ الہی میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جائے
اللہ کا غضب اوس قوم پر بہت سخت ہے
جس نے اپنے انبیا کی قبروں کو
مسجد بنایا ۔

حضور نے منع فرمایا کہ قبروں پر گچ کیا جائے
اور اون پر کتابت کی جائے ۔ اور وہ
پامال کی جائیں ۔

مسطورہ بالا احادیث اور اون کے ہم معنی خواہ اور بھی کتنی ہی ہوں بس یہی سرمایہ ہے جس پر مفتیان جمعیۃ العلماء و جامعہ ملیہ وغیرہ کو اعتماد ہے - اور جس کے بھروسہ پر وہ اکابر اسلام کے مزارات منہدم کرنے کا فتوے دے رہے ہیں - باقی تمام عبارات جو اونھوں نے نقل کی ہیں اون میں بھی اونھیں حدیثوں سے تمسک کیا گیا ہے - لہذا اب ہمیں یہ تحقیق کرنا ہے کہ آیا احادیث مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہی یا نہیں -

ف اسکی تحقیق کہ ان احادیث مذکورہ سے مخالفین جو نتیجہ نکالتے ہیں وہ ہرگز صحیح نہیں -

حدیث نمبر ا و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ - میں یہود و نصاری پر انبیا و صلحا کی قبروں کو مسجد بنانے کی وجہ سے لعنت فرمائی گئی ہے - حدیث نمبر ۳ میں بلند قبر کو برابر کرنے کا ذکر ہے -

حدیث نمبر ۷ میں قبروں کو پختہ کرنے سے نہی ہے -

ان احادیث کو بزرگان دین اور صلحاء و انبیا کے قبہائے مزار سے کیا تعلق ہے - اتنا تو اردو جاننے والا بھی محض ترجمہ سے سمجھ سکتا ہی - یہود و نصاری پر انبیا و صلحا کی قبروں کو مسجد بنا لینے پر جو لعنت فرمائی گئی اوس کا سبب کیا تھا - احادیث کے شروع کی طرف ہاتھ بڑھانے سے قبل پانچویں اور چھٹی حدیث پر نظر کرنے سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے -

ف ان احادیث کو بزرگان دین وصلحا و انبیا کے مزارات سے کیا تعلق

پانچویں حدیث میں حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ اون لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب اون میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا تو وہ اوسکی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اوس میں اون کی تصویریں بناتے وہ اللہ تعالے کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں - اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ اون کا قبور انبیا پر مسجد بنانا اون قبور یا تصویر کی عبادت کے لئے تھا - اور یہ بیشک مستحق لعنت ہی -

ف پانچویں حدیث سے کیا معلوم ہوا -

چھٹی حدیث میں اس سے بھی زیادہ صراحت ہو کہ ارشاد فرمایا میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جاتے - اللہ کا سخت غضب ہے اوس قوم پر جنے انبیا کی قبور کو

ف چھٹی حدیث کا کیا مطلب ہے -

مساجد بنایا۔ اس حدیث نے بتا دیا کہ قبروں کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اون کی عبادت کی جائے یا کم از کم اونہیں قبلہ بنا کر اون کی طرف نماز پڑھی جائے جیسا کہ ابو مرثد غنوی کی حدیث میں ہو کہ حضور نے فرمایا لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیہا کہ قبروں پر بیٹھو نہ اون کی طرف کو نماز ادا کرو اس سے خاص قبر کے اوپر نماز بھی ممنوع ہوئی کہ اوس میں جلوس علی القبر ہوگا اور قبر حق مقبور ہے والقبر حق المقبور اور اسی وجہ ہے حضور نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی۔ اور اس سے اپنی امت کو باز رہنے پر متنبہ فرمایا۔ یہ ہر مسلمان کا ایمان ہو۔ اور ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے۔ معاذ اللہ کون مومن ہوگا کہ قبر کو معبود بنائے۔ مسلمانوں پر یہ افترا ملک گیری کے لئے اونھیں مشرک ٹھہرا کر اون پر جہاد کرنے اور اون کے ملک ومال لوٹنے کا ذریعہ ہے وبس۔ جن احادیث میں بنا کی ممانعت ہے اون سے بھی یہی بنا مراد ہے حدیث اونکی بہترین شرح ہے۔

خلاصہ یہ کہ احادیث مذکورہ الاسے قبہ کی حرمت تو کیا ثابت ہوتی جس کا ذکر تک اون میں نہیں ہے اور مسجد کی حرمت بھی ثابت نہیں ہوتی جو قبر کے قریب عبادت الٰہی کے لئے بنائی گئی ہو آئمہ محدثین نے بھی ان احادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے۔

شیخ العصر اوحد الحفاظ قاضی القضاۃ علامہ ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی ہاشمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں۔

قال البیضاوی لما کانت الیہود والنصاریٰ یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لشانہم ویجعلونہا قبلۃ یتوجہون فی الصلوٰۃ نحوہا واتخذوہا اوثانا لعنہم ومنع المسلمین عن مثل ذلک فاما من اتخذ مسجدا فی جوار صالح وقصد التبرک بالقرب منہ لا التعظیم لہ والتوجہ

بیضاوی نے کہا جبکہ یہود ونصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے تھے اور اون قبور کو قبلہ بنا کر نماز میں اونکی طرف مونہہ کرتے تھے اور اونہیں بت بنا کر پوجتے تھے تو اللہ ورسول نے اون پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن

نحوہ فلا یدخل فی ذلک الوعید۔

فتح الباری ص۲۶۱ ج۲

وجہ التعلیل ان الوعید علی ذلک متناول من اتخذ قبورھم مساجد تعظیما ومغالاۃ کما صنع اھل الجاھلیۃ وجرھم ذلک الی عبادتھم ویتناول من اتخذ امکنۃ قبورھم مساجد بان تنبش وترمی عظامھم فھذا یختص بالانبیاء ویلتحق بھم اتباعھم واما الکفرۃ فانہ لا حرج فی نبش قبورھم اذلا حرج فی اھانتھم فتح الباری ص۲۶۱ جلد۲

نیز اوس میں ہے وما یکرہ من الصلاۃ فی القبور یتناول ما اذا وقعت الصلاۃ علی القبر اوالی القبر او بین القبرین وفی ذلک حدیث رواہ مسلم من طریق ابی مرثد الغنوی مرفوعا لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیھا

جس شخص نے کسی صالح کے مزار کے قرب بقصد تبرک مسجد بنائی اور بہ نیت تعظیم نماز اوسکی طرف نہ پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

وجہ تعلیل یہ ہے کہ یہ وعید اون لوگوں کو شامل ہے جنہوں نے انبیاء وصالحین کی قبروں کو تعظیماً مسجد بنایا جیسا کہ اہل جاہلیت کا عمل تہا جس میں بڑھتے بڑھتے وہ اونکی عبادت ہی کرنے لگے اور یہ وعید اون کو بھی شامل ہے جو صالحین کی قبریں اوکھاڑکر اونکی جگہہ مسجدیں بنائیں یہ ممانعت انبیا اور اون کے متبعین کیساتھ خاص ہے کفار کی قبریں کہودنے میں حرج نہیں کیونکہ اونکی اہانت میں حرج نہیں۔

قبروں میں نماز کی کراہت جب ہے کہ نماز قبر کے اوپر یا قبر کی طرف یا دو قبروں کے درمیان واقع ہو۔ اور اس مسئلہ میں ابو مرثد غنوی کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اونکی طرف یا اونکے اوپر نماز نہ پڑھو۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قرب تبرک کی نیت سے مسجد بنانا جائز ہے اور حدیث میں جسکی ممانعت ہے اس سے قبور کفار کا جواز مستفاد ہوتا ہے۔ کیونکہ مخالفین کے نزدیک مسجد و قبہ کا ایک حکم ہے۔ چنانچہ اونہوں نے مسجد کے عدم جواز سے قبوں کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے تو ضرور مسجد کا جواز قبوں کے جواز کی دلیل ہوا

[illegible]

او علیها قلت ولیس هو علی شرط البخاری فاشار الیه فی الترجمة واورد معه اثر عمر الدال علی ان النهی عن ذلک لا یقتضی فساد الصلٰوة فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲

امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں۔ اس لیئے ترجمہ میں اسکی طرف اشارہ کیا۔ اور اوس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثر وارد کیا جو دلالت کرتا ہے کہ یہ نہی نماز کے فساد کی مقتضی نہیں۔

ایسا ہی امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرمایا۔ اور ایسا ہی حضرت ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں

والمتخذین علیها المساجد والسرج

لعنت کردہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسانے کہ میگیرند بر قبور سجدہ ہا یعنی سجدہ برندگان بجانب قبر بقصد تعظیم اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۶

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اون لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کے اوپر مسجد بناتے رہیں۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قبر کی طرف بقصد تعظیم سجدہ کریں۔

مدارج النبوۃ

مراد از اتخاذ قبور مساجد سجدہ کردن بجانب قبور است و ایں ہر دو تقدیر متصور است یکے آنکہ سجدہ بقبور ساند و مقصود عبادت آں دارند چنانکہ بت پرستان می پرستند۔ دوم آنکہ

———

قبروں کو مسجد بنانے سے قبروں کی طرف سجدہ کرنا مراد ہے۔ اوس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خاص قبروں کو سجدہ کیا جائے اور اونکی عبادت مقصود ہو جیسے بت پرست کرتے ہیں۔

مقصود و منظور عبادت مولی تعالی دارند
ولیکن اعتقاد کنند که توجه بقبور ایشان در نماز
و عبادت موجب قرب و رضائے وی تعالی است
و موقع عظیم است نزد حق تعالی از جہت اشتمال
وے بر عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیا نزد وی
این ہر دو طریق نامرضی و نامشروع است
اول خود شرک جلی و کفر صریح است و ثانی
نیز حرام و ممنوع از اشتمال بر شرک خفی و بر ہر
تقدیر لعن مستوجب است۔

و نماز کردن بجانب قبر نبی یا مرد صالح بقصد
تبرک و تعظیم حرام است و ہیچ کس را از علماء
در آن خلاف نیست اما اگر قرب قبر ایشان
مسجدے بنا کنند تا نماز گزارند توجہ بجانب
آن تا برکت مجاورت بآن موضع کہ مدفن
جسد مطہر ایشان است و نوریت بامداد
نورانیت روحانیت ایشان عبادت
کمال و قبول یابد محظورے در آن لازم
نمی آید و باکے ندارد۔

دوسرے یہ کہ مقصود تو عبادت الٰہی ہو لیکن
اعتقاد یہ ہو کہ نماز و عبادت میں ان قبور
کی طرف منہ کرنا قرب و رضائے الٰہی کا
موجب ہے۔ اور اللہ تعالے کے نزدیک
اوس کا بڑا مرتبہ ہے کیونکہ یہ اللہ کی عبادت
اور انبیا کی غایت تعظیم پر مشتمل ہے یہ دونوں
طریقے ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں۔ پہلا
شرک جلی اور کفر خالص ہے اور دوسرا شرک
خفی پر مشتمل ہے۔ اور ان میں ہر تقدیر پر لعن
متوجہ ہے۔

اور انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف تعظیم
و تبرک کے ارادہ سے نماز پڑھنا حرام ہے
اور علماء میں سے اس میں کسی کو خلاف نہیں
لیکن اگر اون کی قبر کے نزدیک نماز کے لئے
کوئی مسجد بنائیں بغیر اس کے کہ نماز میں
اون قبروں کی طرف منہ کریں اسلئے کہ وہ جگہ
جو اُن کے جسد مطہر کا مدفن ہے اوس کی
برکت سے اور اون کی روحانیت و نورانیت
کی امداد سے ہماری عبادت کامل و مقبول ہو
اس میں کوئی حرج اور کچھ مضائقہ نہیں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مفتیان جدت طراز نے جو مطلب احادیث سے نکالنا چاہا وہ صحیح نہیں اور انھیں ان احادیث سے استدلال نہیں پہنچتا۔

در مختار میں ہے۔

ولا یجصص للنهی عنه ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لاباس به وهو المختار کما فی کراهیة السراجیة

حدیث نمبر ۳ جس میں حضرت علی مرتضے کرم اللہ تعالی وجہ الکریم کی اس روایت کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے مامور فرمایا کہ میں جو تصویر پاؤں محو کر دوں اور جو قبر بلند پاؤں اوس کو برابر کر دوں۔ اس حدیث سے استدلال کرنے سے قبل مفتی صاحبان پر لازم تھا کہ وہ یہ ثابت کرتے کہ وہ قبور مسلمانوں کی تھیں۔

دوم یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے آیا بالکل زمین سے ہموار کر دینا کہ نشان بھی باقی نہ رہے تو یہ سنت متوارثہ سے معارض ہے۔

تیسرے یہ کہ تصاویر کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے جب ان امور کو صاف کر لیتے تب انھیں استدلال کی گنجائش تھی۔ اب میں بالاختصار عرض کروں۔ یہ بات تو ہر مومن کے لئے یقینی ہے کہ زمانہ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبور تھیں وہ حضور کے علم و اجازت سے کہ عادت شریف دفن میں شرکت کی تھی اور اپنے نیاز مندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے تو جس قدر قبور زمانہ اقدس میں بنیں صحابہ نے بنائیں حضور کی موجودگی میں بنائیں۔ اور موجودگی نہ بھی ہوتی تو صحابہ کوئی کام بے دریافت کئے کب کرتے تھے وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو ناجائز طور پر اونچی بن گئی تھیں اور اون کے مٹانے کا حکم دیا۔ یہ بات بالکل عقل سے باہر ہے۔ البتہ کفار کی قبریں بہت اونچی بنائی جاتی تھیں جیسا کہ اب بھی نصاری کی قبریں دیکھی جاتی ہیں حضور نے اون کے ڈھانے کا حکم دیا کما فی المصاح اور کفار کی قبریں ڈھانا جائز بھی ہے۔

مسلمانوں کی قبریں ڈھانا توہین ہے۔
بخاری شریف میں ہے امر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین
فنبشت فتح الباری جلد ثانی صفحہ ۲۶

یعنی حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے
مشرکین کی قبروں کے لئے حکم فرمایا
وہ اکھاڑ دی گئیں۔

پر کہاں سے کہا جاتا ہے کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو مسلمانوں کی قبروں کے لئے حکم ہوا تھا یا مشرکین کا حکم مسلمانوں پر چسپاں کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں۔

هل تنبش قبور مشركي الجاهلية اى دون
غيرها من قبور الانبياء واتباعهم لما في
ذلك من الاهانة لهم بخلاف المشركين
فانهم لا حرمة لهم دوسری جگہ فرماتے ہیں
وفي الحديث جواز تصرف في المقبرة المملوكة
بالهبة والبيع وجواز نبش قبور الدارسة
اذا لم يكن محرمة

کیا مشرکین جاہلیت کی قبور اوکھاڑ دیجائیں
یہ جائز ہے۔ عنوان باب یہ تھا۔ علامہ
فرماتے ہیں یعنی باسوا انبیاء اور اون کے
متبعین کے کیونکر اونکی قبریں ڈھانے میں
اونکی اہانت ہے بخلاف مشرکین کے کہ اونکی
کوئی حرمت نہیں یعنی حدیث میں دلیل ہے
اسپر کہ جو مقبرہ ہبہ و بیع سے ملک میں آگیا ہو
اوس میں تصرف کیا جائے اور پورانی بوسیدہ
قبریں اوکھاڑ دیجائیں بشرطیکہ محترمہ نہوں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبریں محترم ہیں اونکو ڈھانا اونمیں تصرف کرنا جائز نہیں اور اونکی اہانت ہے۔ قبریں اوکھاڑنے کا حکم مشرکین کی قبروں کے لئے ہے۔ یہ بالاجمال اختصار اون تمام فتووں کی حقیقت ہے جو اخبار الجمعیۃ اور ہمدرد میں چھپی ہیں۔ ایک تحریر مولوی سلیمان صاحب ندوی کی اخبار زمیندار میں چھپی ہے۔ اونھوں نے قبروں کے جواز و عدم جواز سے تو بحث نہیں کی مگر وہ اس کے درپے ہیں کہ قبے اکثر مفروض ہیں لیکن اونکی یہ تحریر نجدی کو جرم سے بری الذمہ کرتی

کیونکہ نجدیوں نے مساجد بھی شہید کی ہیں۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بحث فرمائی ہے کہ مسجد جن میں سورہ جن نازل نہیں ہوئی تھی اور مسجد انا اعطینا میں سورۃ انا اعطینا نازل نہیں ہوئی تھی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ این بحث چہ معنی دارد۔ اگر یہی فرض کر لیا جائے تو کیا اون مساجد کا ڈھانا جائز ہو گیا۔ ہندوستان کی کسی مسجد میں کوئی سورت نازل نہیں ہوئی تو کیا یہاں کی تمام مسجدیں شہید کردینی جائز ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی قبر کا کسی زمانہ میں واقع ہونا آیا یہ مسائل دینیہ اور احکام شرعیہ میں سے کوئی ایسا مسئلہ ہے جسکے لئے حدیث صحیح الاسناد ضروری ہو اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو وہ خبر بھی ثابت نہو۔ ہندوستان میں لاکھوں اولیا کے مزار ہیں۔ حدیث کے قاعدہ سے کسی کی اسناد محفوظ و مکتوب نہیں تو کیا یہ اون بزرگوں کی قبریں نہیں ہیں۔ اس سے اونکا ڈھانا جائز ہو جائیگا۔ مسلمانوں کا نسلاً بعد نسل ایک چیز کی نسبت خبر دینا کیا مسلمان کو وثوق و اطمینان کیلئے کافی نہیں ہے۔ اگر مولوی صاحب ایسا فرمائیں تو صدہا مسائل ایسی پیش کیجائینگی جہاں مولوی صاحب محض نقل و شہرت پر اعتماد فرما کر احکام شرعی جاری کرتے ہیں۔ البتہ جہاں نقل مخالف موجود ہو وہاں غور کی حاجت ہوتی ہے اوسمیں بھی جب تک قبر ہونے کا بطلان یقینی ہو جائے اوس کے ڈھانے کا جواز ممکن نہیں ہے اور نہ ایسی کوئی سند مولوی صاحب کے پاس ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالے عنہا کی قبر مقام ابوا میں بنائی گئی ہے مسلم لیکن اس حدیث پر بھی تو نظر رہے جو طبرانی اور ابن شاہین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم نزل الحجون کئیبا حزینا وفی روایۃ وھو باک حزین فاقام بہ ماشاء اللہ ثم رجع مسرورا قال یخاطب عائشۃ رضی اللہ عنہا سالت ربی فاحیا لی امی فامنت بی ثم ردھا یعنی حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام حجون میں ایک اونچی جگہ ٹھہرے اور اوس وقت حضور غمگین تھے اور گریہ فرماتے تھے وہاں کچھ دیر قیام فرمایا۔ اور پھر مسرور واپس تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خطاب فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی اوس نے میرے لئے والدہ کو زندہ کیا پھر وہ مجھپر ایمان لائیں۔ پھر اونھیں واپس کر دیا حجون مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے

قبر حضرت آمنہ

جسکو جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آمنہ کی قبر مکہ مکرمہ میں ہی
اس میں علما نے اسطرح تطبیق دی ہے وقیل جمعا بین الروایتین انہا دفنت اولا بالابواء
ثم نبشت ونقلت الی مکہ ودفنت بالحجون کہ پہلے ابواء میں دفن کی گئیں پھر وہاں سے
مکہ کی طرف نقل کر کے حجون میں دفن کی گئیں۔

آثار محمدیہ و سیرۃ نبویہ للعلامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

حرمین طیبین کی طرف امانات کو نقل کرنا وہاں کے برکات حاصل کرنے کے لئے سلف میں
بہت ہوا ہے اب اس قبر کا انکار اور اوس پر مضحکہ اپنا ہی مضحکہ ہے۔ مکان میلاد کی نسبت مولوی
صاحب نے بہت تہذیب کے خلاف دل آزار الفاظ استعمال کئے ہیں۔ حضور کی ولادت شریفہ
کا تذکرہ ان لفظوں میں کیا ہے کہ یہ مقام ہے جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکم مادر سے
گر کر اس سطح خاکی کو مشرف فرمایا معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد گرنے کا لفظ حضور کے لئے استعمال کرنا
ایماندار سے کسطرح متصور ہو۔ کیا جرات ہے کہ یہ کلمہ حضور انور کے لئے استعمال کیا گیا۔ یہ بیان ہو تو
پھر آثار پیمبر علیہ السلام کا استہزا کچھ تعجب نہیں۔ مولد نبی علیہ السلام کا مکان بزرگان اسلام اور علماء حرمین کا
زیارت گاہ رہا ہے اور وہ اس سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں۔ مولوی صاحب کا تمسخر اوسکی تکذیب کیا کچھ نقص نہیں
ہو سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ سیر کی کتابوں میں تذکرہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں سیر کی کتابوں کا مطالعہ
کریں اون میں خوب تذکرہ ہے نہ ملے تو مجھسے دریافت کریں میں حوالہ بتا دونگا۔ افسوس تعصب میں یہ حال ہے کہ ایسی زبردست واقعات
کا انکار کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے ابن سعود کی تائید میں بہت زور کی جو بات کہی وہ یہ ہے کہ ان کو یعنی مسلمانوں
کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھکر ابن سعود کے بدو افسروں کا نہیں بلکہ پیکر اسلام محی سنت حضرت عمر فاروق
کا ہاتھ پکڑیں جنھوں نے شجرۂ رضوان جسکے نیچے بیٹھکر آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے حدیبیہ
میں بیعت رضوان لی تھی کلہاڑی چلائی اور اوس کو کاٹ کر پھینکدیا۔

بات آدمی کو تحقیق سے کہنا چاہئے۔ اور کسی معاملہ میں جتنے پہلو ہوں اون سب کو ظاہر کرنا چاہئے
یہ نہیں کہ اپنے مطلب کے لئے واقعہ کی شکل مسخ کر دیجائے۔ حدیث شریف میں ہے

عن سعید بن المسیب عن ابیه قال لقد رأیت الشجرة ثم اتیتها بعد عام فلم اعرفها وروی
عن عمر رض بذلک المقام بعد ان ذهبت الشجرة فقال این کانت فجعل بعضهم یقول ها
ههنا وبعضهم یقول ههنا فلما کثر اختلافهم قال سیروا ذهبت الشجرة یعنی سعید ابن
مسیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شجرہ رضوان کو دیکھا تھا۔
پھر میں ایک سال بعد آیا اوس کو نہ پہچانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس جگہ پر
گزرے۔ بعد اس کے کہ شجرہ جاتا رہا تھا تو فرمایا کہاں تھا بعض کہنے لگے کہ یہاں اور بعضے کہنے لگے کہ
یہاں جب اون میں زیادہ اختلاف ہوا تو فرمایا چلو درخت جاتا رہا۔ اس میں حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کا تجسس فرمانا مولوی صاحب سوچیں کیا بتاتا ہے۔ علامہ اسمعیل حقی تفسیر روح البیان
میں فرماتے ہیں بلغ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی زمان خلافته ان ناسا یصلون عندها
فتوعدهم وامر بها فقطعت خوف ظهور البدعة انتهى وروى الامام النسفي في التيسير انها
عميت عليهم من قابل فلم يدروا اين ذهبت يقول الفقير يمكن التوفيق بين الروايتين
بانهم لما عميت عليهم ذهبوا يصلون تحت الشجرة على ظن انها هي شجرة البيعة فامر عمر
رضى الله عنه بقطعها وفى كشف النور لابن النابلسى اما قول بعض مغرورين بانا نخاف
على العوام اذا اعتقدوا وليا من الاولياء وعظموا قبره والتمسوا البركة والمعونة منه
ان يدركهم اعتقاد ان الاولياء تؤثر في الوجود مع الله يكفرون ويشركون بالله تعالى ننبهها
لهم عن ذلك ونهدم قبور الاولياء ونرفع البنايات الموضوعة عليها ونزيل الستور عنها
ونجعل اهانة الاولياء ظاهرا حتى تعلم العوام الجاهلون ان هؤلاء الاولياء لو كانوا
موثرين في الوجود مع الله تعالى لدفعوا عن انفسهم هذه الاهانة التي نفعلها معهم
فاعلم ان هذا الصنيع كفر صراح ماخوذ من قول فرعون على ما حكاه الله تعالى لنا في
كتابه القديم وقال فرعون ذروني اقتل موسى وليدع ربه اني اخاف ان يبدل دينكم
او ان يظهر في الارض الفساد وكيف يجوز هذا الصنيع من اجل الامر الموهوم وهو

خوف الضلال علی العوامۃ - انتہی

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں خبر پہنچی کہ لوگ شجرۃ الرضوان کے پاس نماز پڑھتے ہیں تو آپ نے انہیں دھمکایا اور آپکے حکم سے وہ درخت کاٹا گیا بخوف فتنہ اور حضرت امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر میں روایت کیا کہ اگلے سال وہ درخت گم ہو گیا اور کسی نے نہ جانا کہ کہاں گیا علامہ فرماتے ہیں کہ دونوں روایتوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ جب وہ اصلی درخت ناپدید ہو گیا تو لوگ اس گمان سے اور درخت کے نیچے نماز پڑھنے لگے کہ وہی درخت بیعت ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا (یعنی جسکو لوگوں نے غلط طور پر درخت بیعت گمان کیا تھا نہ کہ اصلی درخت کو) ابن نابلسی کی کشف النور میں ہے بعض محروموں کا یہ کہدینا کہ ہمیں خوف ہے کہ عام لوگ کسی ولی کے معتقد ہو جائیں اور اوسکی قبر کی تعظیم کریں اور اس سے برکت و مدد طلب کریں تو وہ اس اعتقاد میں گرفتار ہو جائیں گے کہ خود اولیا وجود میں اللہ تعالے کے ساتھ موثر ہیں یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے میں اوس کے ساتھ شریک ہیں تو کافر و مشرک ہو جاوینگے ہم اون کو اس سے منع کرتے ہیں اور اولیا کی قبریں ڈھاتے ہیں اور جو عمارتیں اونپر بنائی گئی ہیں اون کو دور کرتے ہیں اور چادریں ہٹاتے ہیں اور اولیا کی ظاہری اہانت کرتے ہیں تاکہ عام جاہل جان لیں کہ اگر یہ اولیا اللہ کے ساتھ وجود میں موثر ہوتے تو اپنی ذات سے اس اہانت کو دور کر دیتے جو ہم انکے ساتھ کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل (یعنی اس مقصد سے قبریں ڈھانا اور اونکی اہانت کرنا) کفر خالص ہے جو فرعون کے اوس مقولہ سے ماخوذ ہے جسکو اللہ تعالی نے اپنی کتاب قدیم میں نقل فرمایا کہ فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ موسی کو قتل کر ڈالوں اور اوسے چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دیں یا زمین میں فساد ظاہر کریں - اور یہ فعل یعنی قبریں ڈھانا ایک امر موہوم یعنی عوام کی گمراہی کے خوف سے کیونکر جائز ہو سکتا ہے - اب مولویصاحب اس میں غور فرمائیں تقریر میں پورا مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے جسکے وہ درپے ہیں اور مولویصاحب کے قیاس فاسد کا پورا رد ہو گیا ہے اللہ تعالی راہ راست دکھائے آمین

العبد المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی المرسلین لاسیما علی افضلہم سیدنا ومولٰنا محمد خاتم النبیین
وآلہ الطیبین وصحبہ الطاہرین وازواجہ الطاہرات امہات المومنین وعلماء ملتہ واولیاء امتہ الراشدین
المرشدین الہادین المہدیین خصوصا الامام الہمام سیدنا سید الاعلام امامنا الاعظم وحضرۃ قطب
الاقطاب غوث الاغواث محی الملۃ والدین وسائر الائمۃ اجمعین ۔ فقیر نے یہ رسالہ ہدایت قبالہ
مصنفہ حضرۃ الفاضل الجلیل والعالم النبیل الالمعی اللوذعی الفطین استاذ العلماء مولینا المولوی الحافظ
الحکیم محمد نعیم الدین ادامہ اللہ تعالی بمزید العلم والصدق والیقین وجعلہم کاسمہم نعیم الدین بین الدین
دیکھا بحمد اللہ تعالی اوسکو طالب حق کے لئے کافی و وافی اور ہر لبات ہر معاند کا نافی و مرض بدعت
کے لئے دوا شافی پایا ۔ مولی تعالی حضرت مصنف کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کو مسلمانوں کے
لئے نافع بنائے ۔ آمین ۔ حضرت مولینا زید فضلہ نے مفتیان نجدیہ وندویہ کے خیالات وہم و
باطل اوہام کی خوب خوب تشریح فرمائی ہے نہایت وضاحت سے اونکی سفاہتوں و قباحتوں
کو طشت از بام فرمایا ہے ۔ اون کا کوئی شبہ ایسا نہیں رہا جسپر کافی نقض و ابرام نہ فرمایا ہو ۔
یہ مختصر مگر نہایت جامع رسالہ ازہاق باطل و دفع ظلمات نجدیان گمراہ و غافل کیلئے حق
کا آفتاب نصف النہار ہے ۔ مصنف نے اس مبارک رسالہ میں گمراہ نجدیوں ندویوں کی ذلیل
ترین حرکات کیادی و مکاری و فریب دہی و غداری جیسی گندی صفات روشن و آشکار
اگرچہ علماء اہلسنت کثرہم اللہ تعالی وشکر سعیہم نے مسئلہ کو واضح فرمادیا اور اب کوئی اونے
خفا باقی نہ رہا ۔ ہر مخالف دریدہ دہن کے مونہہ میں پتھر دیدیا اور اوس کے لئے مجال دم زدن و یارائے
لب جنبانیدن نہ رکھا ۔ مگر اب بھی یہ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اس مسئلہ پر اوس کے علاوہ
جو اون علمائے کرام نے تحریر فرمایا جزئیے اور لکھے جا سکتے ہیں ۔ مگر کیا ضرور ہے کہ اگر در خانہ
کس است یک حرف بس است ۔ اور معاندان کے لئے دفتر بیکار ۔ کہ وہ تو سب کچھ دیکھ کر

بہرے اندھے بنتے ہیں اور جلوہ حق سے اپنی مریض آنکھوں میں چکاچوند آکر ادھر [illegible] بیچ
ملتے اور ظلمت کے گڑھوں میں گرتے ہیں اور جس زبون حال میں خود ہیں دوسروں کو بھی اوسی میں مبتلا
دیکھنا چاہتے ہیں خود تو اندھے ہیں اور دوسرونکی آنکھوں میں بھی خاک ڈالکر اپنی طرح لنگڑا ہی بنانا
چاہتے ہیں۔ جامعہ ملیہ کے مفتی عبد الحی صاحب نے وہ انہدام کیا کہ توبہ ہی بھلی۔
گر ہمین جامع است وابن مفتی چکار فتوے تمام خواہد شد جسکی حالت یہ ہو کہ اپنی صریح مخالف عبارتیں
اپنے موافق بنا کر نقل کرے نہ رہیئے اور شہید سمجھے وہ اور فتوے جامعہ ملیہ کا مفتی ایسا ہی ہونا بھی چاہیے
آپکا دعوے باطل تو یہ کہ قبے بنانا قرآن وحدیث وفقہ کی نظر میں ناجائز اور حرام اور ہر قبر و قبہ
واجب الانہدام ہے - اور ابن سعود نے جسقدر قبوں کو منہدم کیا ہے وہ بالکل کتاب وسنت کے
مطابق کیا ہے - مگر ہر آنکھ والا دیکھ رہا ہے کہ اونھوں نے قرآن عظیم کی کوئی ایک آیت ایسی
نہیں پیش کی جسمیں قبونکی حرمت کا کوئی ذکر ہو بلکہ جو آیت پیش کی ہے وہ وہی ہے جس سے حضرت علامہ
شہاب خفاجی قدس سرہ نے اونکے جواز پر استدلال فرمایا ہے - اگرچہ ابن کثیر وآلوسی وابن
تیمیہ سے اونہوں نے اوسپر رد بھی نقل کردیا مگر اس سے کیا ہوا - غایت مافی الباب اتنا ہوا کہ انکے
نزدیک ابن کثیر وغیرہ کے قول سے حرمت نکلی ابن کثیر وابن تیمیہ کے دامنوں میں کیوں
چھپتے ہیں ان میں کچھ دم ہے تو قرآن عظیم کی کسی آیت سے قبونکی حرمت ثابت کریں اور کتاب کریم
سے اونکا واجب الانہدام ہونا دکھائیں - مگر ہم کہے دیتے ہیں کہ قیامت تک یہ قرآن عظیم کے
کسی ایک حرف سے بھی اپنا باطل دعوے ثابت نہ کرسکینگے - تیرہوین صدی کے آلوسی نے
علامہ شہاب خفاجی پر جو رد کیا اوس کا حاصل تو صرف اتنا ہی کہ اس آیت سے قبوں پر استدلال
صحیح نہیں بالفرض اوس کی یہ بات قابل قبول ہو تو آپ کا باطل دعوے قرآن سے کیونکر ثابت ہوا
یوہیں ہر ادنی عقل والا سمجھ رہا ہے کہ جو حدیث نقل کی ہے اوسمیں حرمت قبہ کا کوئی علاقہ نہیں بلکہ
اوسمیں کہاں ذکر ہے دعوے یہ کہ قبہ بنانا ناجائز - دلیل یہ کہ حدیث میں ہے کہ قبر کو سجدہ گاہ نہ بناؤ
اور حدیث میں ہے کہ کوئی قبر اونچی نہ چھوڑو - اگر یوں آپ [illegible] اپنے دعاوی ثابت کیے [illegible]

تو وہ کونسا اختراع ہوسکتی ہو جسکا ابطال باطل قرآن و حدیث سے ثابت ہوسکیگا۔ یہی نکتہ آپنے
ادھر جو کچھ ظلم ڈھایا ہے وہ بھی کسی سمجھ والے سے مخفی نہیں۔ دعوے تو یہ ہے کہ مطلقاً قبہ بنانا حرام اور ہر قبہ
واجب الانہدام اور دلیل میں وہ عبارتیں نقل کی جاتی ہیں جو ایسی عمارتوں سے متعلق ہیں جو قبرستان
وقف میں بنائی جائیں یا ملک غیر میں بے اذن مالک بنی ہوں یا اپنی ملک میں محض بے فائدہ بنائی گئی
ہوں صرف احکام کے لحاظ سے تعمیر کی گئی ہوں یا محض زینت و تفاخر کے لیے بنی ہوں۔ علماء کرام
و سلف امرا ہم کی اون عمارتوں میں زینت و احکام وغیرہ الفاظ دیکھکر اس سے آنکھہ چرا جانا ہیچ کہنا کتنے
بڑے دیانتدار کا کام ہے۔ لطف یہ ہے کہ وہ بھی صرف قبوں سے متعلق نہیں بلکہ اونمیں مساجد و مدارس کا بھی ذکر
ہے۔ کیوں صاحب مدارس و مساجد کے لیے الفاظ کہنا بھی جو یہ نہ سمجھے کہ ان عبارات کا محل کیا ہے وہ کتنا بعید و
نافہم ہے اور دیکھکر اونکی کچھ توجیہ نہ کرنا کیسا عناد و ہٹ دھرمی ہے۔ اگر آپکی یہ بات لیجاتی ہے تو ہم آپ سے یہ
دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے ان عبارات سے مطلقاً قبوں کا حرام و واجب الانہدام ہونا تو ثابت
کر دیا تھا مگر جبکہ مساجد و مدارس کا بھی اونمیں ذکر تھا تو اوس سے کیوں کنی بچا گئے۔ یوں آپ پر لازم ہے
کہ جسطرح حرمت قبہ کا اعلان کیا ہے اسیطرح آپ علی الاعلان یہ کہتے کہ قرآن و حدیث و فقہ ائمہ اربعہ
کی رو سے مدارس و مساجد بنانا حرام اور جو بنے ہوئے ہوں اون کو مسمار کر دینا اور اونکے آثار مٹا دینا لازم
کیوں ہی صلاح کیا آپ یہ اعلان کرائینگے اور نہیں تو وجہ جاہلیہ اور ایسے مغالطات کے جو اور مدارس
ہوں اون کے قلع و قمع میں تو اہلسنت بھی آپ کا ساتھ دینگے اور اگر کسی دینی مدرسہ کو آپ نے رنج
کیا تو وہ اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ ہونگے۔ آپ نے ابن تیمیہ سے استدلال کی زحمت کیوں گوارا کی بہتر
ہے یوہیں کیوں نہ کہدیا کہ یہ سب کچھ حرام و شرک ہے اسلیے کہ ہمارا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنی
کتاب التوحید میں اسکی تصریح کرتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مسلمانوں کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ جس راہ پر گامزن ہیں وہ بالکل صحیح و درست اور نہایت
پاک صاف راہ ہے اونہیں ان وہابیوں نجدیوں کے فریبوں کید ولی مکاریوں سے اہو کے میں
نہ پڑنا چاہیے۔ جن علماء نے منع فرمایا ہے اور جنہوں نے اجازت دی ہے اونمیں کوئی اختلاف نہیں

جیسے وہ منع کرتے ہیں اوسے یہ بھی جائز نہیں کہتے جو حضرات منع کرتے ہیں وہ وہاں منع فرماتے ہیں
جہاں وجوہ منع سے کوئی وجہ منع پائی جائے کہ غیر کے ملک میں بے اجازت تعمیر ہو یا قبرستان وقف میں
بے شرط واقف عمارت بنائی جائے یا صرف تفاخر وزینت کے لئے بنائیں یا محض بے فائدہ ایسا کریں
اور جہاں یہ کچھ نہ ہو وہاں کیوں ممنوع ٹھہرائیں اور جبکہ علماء کرام نے اسکی تصریح فرمادی کہ جواز ہی مختار
و ہر جہ مفتی بہ ہے تو اب کسی کو کیا گنجائش کلام ہے۔ اور جو اب بھی محض بزور زبان مخالفت کی جاوے تو اوسکا
قول کیا قابل التفات ہو۔ اب آخر میں ہم بعض وہ عبارت جو نظر حاضرین ہیں پیش کریں ملتقی الابحر اور اسکی
شرح مجمع الانہر میں ہے یکرہ الآجر والخشب ای کرہ ستر اللحد بھما لا بالحجارۃ والجص لکن لو کانت
الارض رخوۃ جاز ویسنم ای یرفع القبر استحبابا غیر مسطح قدر شبر فی ظاہر الروایۃ وفیہ الحتم
الزیادۃ ویکرہ بناؤہ بالجص والآجر والخشب لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفق الریاح
وقطر الامطار علی قبر المؤمن کفارۃ لذنوبہ لکن المختار ان التطیین غیر مکروہ وکان عصا در بن یوسف
یطوف حول المدینۃ ویعمر القبور انتہی کما فی القہستانی وفی الخزانۃ لا باس بان یوضع حجارۃ
علی راس القبر ویکتب علیہ شیء وفی المنتقی کرہ ان یکتب علیہ اسم صاحبہ انتہی مختصرا بدائع
امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس اللہ سرہ النورانی میں ہے روی ان عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مات بالطائف صلی علیہ محمد بن الحنفیۃ وجعل قبرہ مسنما
وضرب علیہ فسطاطا اھ مختصرا تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے اذا خربت القبور فلا باس بتطیینہا
جواہر الاخلاطی میں ہے وھو الاصح وعلیہ الفتوی کفایہ میں فرمایا وان اھیل علیہ التراب جاز
بالحجر والآجر وکذا علی القبر ان احتیج الی الکتابۃ وفی الجامع الصغیر لقاضی خان
رحمۃ اللہ علیہ لا باس بکتابۃ شیء او بوضع الاحجار علی القبر لیکون علامۃ
خاص قبوں کے متعلق تو امام ابن حجر مکی نے نص فرمادی کہ غیر مسبلہ میں علماء و اولیا و صلحا کے
مزارات طیبہ پر قبہ بنانا قربت ہے کما فی مصباح الانام حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح
الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں ضرب الفسطاط ان کان لغرض صحیح کالتستر
من الشمس للحی لا لاظلال المیت فقط جاز اوسی میں ہے اذا اعلی القبر لغرض صحیح
لا لقصد المباہات جاز ان دونوں اماموں حضرت ابن حجر عسقلانی و علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ
علیہما نے تو ان موہنہ زوروں کے موہنہ میں پتھر دیدیا یہ متبعین شیخ نجدی جس علت سے قبوں اور
مزاروں کے قلع قمع کے درپے ہیں علمائے کرام اوسی علت سے اون کے جواز بلکہ استحباب کا
فتوے دیتے ہیں۔

محبوبان الٰہی و مقبولان بارگاہ رسالت پناہی سے جلنے والے اسی لئے تو منع کرتے ہیں کہ اس میں اون کی تعظیم ہے۔ اور علما اوسے انھیں اسی لئے جائز بلکہ قربت فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر روح البیان بناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا القصد بذلک التعظیم فی اعین العامۃ حتے لا یحتقروا صاحب ہذا القبر یہ۔ دشمن دین و ایمان جو آج اس تعظیم محبوبان خدا کی وجہ سے اون کے مزارات طیبہ کھود ڈالتے ہیں اور اون کا ہدم واجب ٹھہراتے ہیں خیریت ہوئی کہ اونھیں اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ نماز جنازہ میں بھی تعظیم میت ہے اور وہ اسی لئے مشروع ہوئی ہے۔ اسی واسطے کافر و باغی و قطاع الطریق جنکی اہانت لازم ہے اون کے جنازہ کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر اس طرف اونھوں نے توجہ کی تو یہ فرض کفایہ نماز جنازہ کو بھی حرام و شرک ٹھہرائیں گے۔ بدایع امام ملک العلماء میں ہے ھذہ الصلٰوۃ شرعت لتعظیم المیّت ولھذا تسقط من یجب اھانتہ کالباغی والکافر و قاطع الطریق

اللہ تعالے مسلمانوں کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

فقیر مصطفےٰ رضا قادری نوری
رضوی بریلوی عفی عنہ